- سامراج اور صیہونیت سے پون صدی کے روابط کی تاریخ
- صیہونیت اور مرزائیت کے باہمی روابط
- حقائق پر مبنی ایک مستند جائزہ

از ابو مسد سترہ

اسرائیل میں قادیانی مشن

عالمی صیہونیت اور اسرائیل سے پاکستانی مرزائیل ــ مرزائیت ــ کے روابط، اور افریقہ اور عالم عرب میں ان لوگوں کی شرمناک سازشیں، کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں ہے۔ پچھلے دنوں اخبارات میں اسرائیل میں مرزائیوں کی ایسی سرگرمیوں کا چرچا ہوا، مگر افسوس کہ پاکستان کی وزارت امور مذہبی کے سربراہ نے بھی گول مول الفاظ میں اسکی تردید کرنا چاہی۔ پیش نظر مضمون میں اس موضوع پر الحق کے ایک خاص سپیشلسٹ نے نہایت تحقیق سے روشنی ڈالی ہے۔ اور اسرائیل کے تاسیس سے نہیں بلکہ بیسویں صدی کے آغاز سے لیکر اب تک مرزائیوں کے عالمی سامراج اور صیہونیت سے روابط وعلائق کو واشگاف طور پر واضح کیا ہے۔ اور یہ کہ اسرائیل مشن درحقیقت ربوہ اور اس کے خلیفہ کے ماتحت ہے ـــــ اگلی فرصت میں ہم اسرائیل میں موجودہ مرزائی سرگرمیوں، مقاصد اور عزائم کو انشاءاللہ بے نقاب کریں گے۔ " ادارہ "

گذشتہ چند سال سے قادیانیوں کے بین الاقوامی صیہونی تحریک کے ساتھ خصوصی تعلقات کو زیر بحث لایا جارہا ہے۔ اور ان کے استعمار پرور اسلام دشمن کردار کو بے نقاب کیا جارہا ہے تاکہ امت مسلمہ اس فتنہ سے پوری طرح آگاہ رہے۔ قادیانی جماعت نے اس سلسلے میں ایک خاص مقصد کے تحت چپ سادھ رکھی ہے۔ اور جب کبھی وضاحت کی ضرورت بھی پڑتی ہے، تو اسے گول مول طریقے سے بیان کیا جاتا ہے، تاکہ ان کی بین الاقوامی صیہونی تحریک کے لئے کئے جانے والی کاروائیاں متاثر نہ ہوں، عام مسلمانوں کے ذہنوں میں جو شکوک پیدا ہوں وہ بھی رفع ہوتے جائیں اور وہ الفاظ اور تاویلات کی بھول بھلیوں میں کھو کر حقائق سے آگاہ نہ ہونے پائیں۔

اس ضمن میں پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ قادیانی جماعت چاہے اسرائیل میں ہو یا جنوبی افریقہ میں وہ ہر طرح سے اپنے خلیفے کی تابع ہوتی ہے۔ خلیفہ کی طرف سے اسے جو ہدایات ملتی ہیں وہ ان پر پوری طرح

کاربند ہوتی ہے ، خلیفہ اپنے طور پر امیر جماعت ، مربی وغیرہ مقرر کرتا ہے ۔ جو اس کے احکامات جماعت تک پہنچاتے ہیں ، کسی ملکی یا بین الاقوامی مسئلے کے بارے میں اصل پالیسی خلیفہ وضع کرتا ہے ۔ کیونکہ وہ قادیانیوں کے نزدیک خدا کا انتہائی مقرب ، صاحب الہام و وحی اور روح القدس کا تائید یافتہ ہوتا ہے وہ معصوم عن الخطاء اور حجۃ اللہ فی الارض ہے ۔ اس کا حکم چاہے وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو ہر حال میں ماننا لازمی ہوتا ہے ۔ اس لحاظ سے اسرائیل میں قادیانی جماعت خلیفہ ربوہ مرزا ناصر احمد کی پالیسی پہ کاربند ہے ۔ اسی کے اشارے پہ مذموم کاروائیوں میں ملوث ہے ۔ اور اسی کو گرانقدر عطیات بھیجتی ہے ، قادیانیوں کے حساب کتاب کی کتب میں فلسطین مشن کی مد میں ان کی آمدنی دکھائی جاتی ہے ۔ اس وضاحت سے آپ کو یہ معلوم ہو گیا ہو گا کہ اسرائیل میں قادیانی مشن چاہے وہ برائے نام طور پہ بھارت مشن یا لندن مشن کے تحت ہو دراصل وہ ربوہ مشن اور اس کے خلیفہ کے ماتحت ہے ۔ اور اگر وہ اسرائیل کے قیام میں کوشاں رہا ہے ، تو یہ خلیفہ (اس وقت مرزا محمود خلیفہ تھا ۔) کے ایماء پہ تھا ، اگر اس نے عرب فلسطینیوں کے خون سے ہولی کھیلی ہے ۔ ان کی جائیدادوں پہ قبضے کئے ہیں ، انگریز اور یہود سے مل کر ان کی حریت پسندانہ تحریکوں کو کچلا ہے ، عرب ممالک میں جاسوسی اور تخریب کاری کی ہے ۔ اور صیہونیت کے فروغ میں حصہ لیا ہے ، تو یہ سب کچھ خلیفہ کی مرضی سے ہوا ۔ ایسے ہی عرب اسرائیل جنگوں میں یہود کی طرف سے خصوصی خدمات انجام دینے کا فریضہ ادا کیا گیا اور سچ تو یہ ہے کہ عرب ممالک کے سیاسی انقلابات ، نہر سویز کے بحران ، فوجی فسادات اور باہمی آویزش کے واقعات میں سامراج اور صیہونیت کے ساتھ ساتھ قادیانی تحریک کا قابل نفرت کردار بھی صاف دکھائی دیتا ہے اسی لئے قوم اس عظیم بین الاقوامی صیہونی ایجنسی کو جو نئی نبوت اور انگریز سے وفاداری کے اصول پہ قائم کی گئی انتہائی تشویش کی نگاہ سے دیکھتی ہے ۔ اور بارہا مطالبہ کر چکی ہے ، کہ قادیانیوں کے مذموم عزائم کی روک تھام کے لئے نہایت منظم کوشش کی جائے ۔

اسرائیل میں قادیانی تحریک پہ روشنی ڈالنے سے پہلے تھوڑا سا اس تحریک کے مزاج کو ذہن میں رکھیں اور ساتھ ہی ساتھ اس پس منظر کو پیش نظر رکھیں جس نے اس تحریک کو جنم دینے اور موجودہ شکل اختیار کرنے میں مدد دی ۔

۱۔ ۱۸۵۸ء میں برطانیہ میں یہودی اثر و نفوذ نے کافی زور پکڑا اور پارلیمنٹ سے ایک بل پاس کروالیا گیا جسے "رسل ایکٹ بل" کہا جاتا ہے جسکی رو سے یہودیوں کو پارلیمنٹ میں داخلہ مل گیا اور وہ قومی زندگی میں آنے ، الیکشن لڑنے اور اپنی حیثیت منوانے کے قابل ہو گئے ۔

۲۔ انگلستان میں انیسویں صدی کے نصف کے بعد یہودی وزرائے اعظم سیاست پہ چھائے رہے ۔ ان میں یہودی قوم پرست وزیر اعظم ڈسرائیلی جو "یہودی بچہ" (JEW BOY) کے نام سے مشہور تھا ۔

گلیڈسٹون (۱۸۸۰ء تا ۱۸۸۶ء) جو اسلام دشمنی میں پیش پیش تھا، اور سالبری (۱۸۹۵ء تا ۱۹۰۲ء) جو یہودی تحریک کا پُرزور وکیل تھا، شامل ہیں۔ یہ لوگ برطانیہ اور اسکی نوآبادیات میں یہودی گروہوں، یہود کے مقاصد کی علمبردار تحریکوں اور یہودی فلسفہ فکر کو ترویج دینے میں مصروف اداروں کی سرپرستی کرتے رہے۔ انہوں نے سول سروس کے اہل کاروں اور خفیہ تنظیموں اور انٹیلی جنس کی مدد سے ان نوآبادیات میں جیوش لابی (JEWISH LOBBY) تیار کی اور ہر اس تحریک کی پشت پناہی کی جو دینی طور پہ یہودی عقائد کیطرف لے جائے اور سیاسی سطح پہ انگریز کی توسیع پسندانہ پالیسی خاص طور پہ مسلمانوں اور ترک خلافت کی پامالی میں مددگار ثابت ہو۔ آپ کو یاد ہوگا کہ علامہ اقبالؒ نے قادیانیت کا محاسبہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ یہ تحریک یہودیت کی طرف رجوع ہے۔ اور سامراج کی ذیلی شاخ ہے[1]

۳۔ ۱۸۹۵ء میں جب کہ قادیانی تحریک کی نیو اٹھائے ہوئے تقریباً دس سال گزر چکے تھے دیانا کے ایک یہودی صحافی ڈاکٹر ہرزل نے بیل (سوئٹزرلینڈ) میں عالمی صیہونی کانفرنس بلائی اور فلسطین میں جو عثمانی سلطنت کا حصہ تھا، یہود کے وطن کے قیام کی تحریک صیہونیت کی داغ بیل ڈال دی[2] اس نے ترک خلیفہ سلطان عبدالحمید ثانی کی خدمت میں پچاس لاکھ روپے کا عطیہ دینے کی درخواست کی اگر وہ فلسطین میں یہود کو بسانے کے مطالبہ کو مان لیں، لیکن انہوں نے سختی سے انکار کر دیا[3] ان حالات میں اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ یہودی اپنے سرمائے، انگریز کے سیاسی اقتدار اور یہود کی عالمی تنظیموں کے ذریعے عثمانی حکومت کا تختہ الٹ کر اسے انگریز کے سامراجی تسلط میں لائیں اور پھر اپنی مملکت قائم کریں۔

۴۔ برطانوی سیاست میں یہودی اثر و نفوذ کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ۱۹۰۲ء میں مشہور یہودی قوم پرست بالفور وزیر اعظم بنا، اسی شخص کی مذموم کوششوں سے ۱۹۱۴ء میں علیحدہ یہودی وطن کی تشکیل کی برطانوی پالیسی کا اعلان ہوا اور عربوں کی وحدت کے خلاف کام کرنے والے اداروں کو ہر قسم کی مالی امداد دینے کے خفیہ فنڈ قائم ہوئے۔ اس پس منظر کے بعد اب ہندوستان کی سیاست پر نگاہ ڈالیں۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد مسلمان گوناگوں مشکلات کا شکار تھے۔ پنجاب برطانوی سامراج کا ایک اہم اڈہ تھا۔ اور یہاں کئی غدار خاندان موجود تھے جن کا ذکر سر لیپل گرفن کی کتاب پنجاب چیفس میں موجود ہے۔ غدار ابن غدار خاندان کا ایک شخص مرزا غلام احمد جو سیالکوٹ کچہری میں عام ملازم تھا، اور مختاری کا امتحان

---

[1] حرف اقبال مؤلفہ لطیف احمد شروانی۔ [2] CECIL ROTH, HISTORY OF THE JEWS N.Y. 1969

[3] ایضاً

پاس کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا تھا، انگریز کو بار بار لیٹیات لکھتا ہے اور نہایت ہی شرمناک حد تک خوشامدانہ انداز میں درخواست کرتا ہے۔ کہ اس کے باپ مرزا غلام مرتضٰی نے ———— پچاس سواروں سے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی اس کے بھائی غلام قادر نے انگریز فوج کے لئے جان دی ہے[۴] اس لئے اسے اس غداری کا صلہ ملے اور اسی "جوشِ وفاداری" میں انگریز کے خلاف علماء اور عام مسلمانوں کے مہدی اور جہاد کے عقائد کا خاتمہ کرنے کے لئے کتاب براہین احمدیہ تصنیف کرتا ہے۔

ڈاکٹر بشارت مرزائی لاہور اور مرزا کے دیگر سوانح نگاروں کی تحریرات سے مرزا کے مغل برلاس خاندان کا پتہ چلتا ہے[۵] اور ایسا دکھائی دیتا ہے کہ مغل شہنشاہوں اور ہفت ہزاریوں نے جو غیر مسلم خواتین کو داشتہ رکھا ہوتا تھا ان کی دھوپ چھاؤں کی اولاد بعد میں نسلی تفاخر کے پیش نظر اپنے آپ کو برلاس خاندان کی خصوصی شاخ قرار دینے لگی۔ بہرحال یہ شخص آہستہ آہستہ انگریز کی مدح، مسلمانوں سے غداری، عربوں سے دشمنی، علماء اسلام کی تحقیر، غیر از اسلام افراد اور ان کے مذاہب پر بے سروپا اعتراضات اور جواباً اسلام کو بدنام کرنے کے مذموم افعال کا ارتکاب کرتا ہے۔ مجدد، مہدی، مسیح اور نبی بن کر ملتِ اسلامیہ کو دولخت کر دیتا ہے۔ اس کے ساتھ کشمیر کا سابق شاہی طبیب نورالدین بھیروی ہے۔ جس کو برطانوی سامراج کی جاسوسی کی پاداش میں مہاراجہ کشمیر نے سٹیٹ بدر کر دیا تھا[۶] انگریز اپنی انٹلی جنس کے ذریعہ ایک تو اس کا لٹریچر وسیع پیمانے پر پھیلاتا ہے، دوسرے اسکی مالی پشت پناہی کرتا ہے۔ سامراج کے چند پٹھو جیسے خواجہ کمال الدین، مولوی محمد علی ڈاکٹر بشارت احمد، مولوی سرور شاہ، مولوی عبدالکریم وغیرہ اس کے گرد جمع ہو کر سامراجی مقاصد کی تکمیل میں مدد دیتے ہیں۔ اور اس تحریک کو آگے بڑھاتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ قادیانیت کی ابتدائی ترقی میں برطانوی سول سروس کے یہودی افسروں کا بڑا دخل ہے۔ انہوں نے اس تحریک کو نہایت منظم طور پر اسلامی عقائد و فلسفہ، اور حریت پسندانہ اسلامی تحریکات کے خلاف اور عثمانی حکومت کی بربادی کے لئے استعمال کیا۔ ان سب حقائق کو باقاعدہ تاریخی شواہد کے ساتھ پیش کیا جائے گا۔ تاکہ کوئی شک باقی نہ رہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ قادیانی لٹریچر بذات خود شواہد و حقائق کا ایک انبار ہے، لیکن ہم اس میں سے چند حقائق نمونے کے طور پر پیش کر کے اصل موضوع کیطرف آتے ہیں۔

۱۔ مرزا قادیانی نے ہندوستان میں انگریزی اقتدار کی حمایت وجواز اور عرب ممالک میں ان کے عہد رحمت دور کو پیش کرنے کے لئے لاکھوں روپے کے اشتہارات عربی، فارسی، انگریزی میں تقسیم کرائے[۷]

---

[۴] شہادۃ القرآن، مرزا غلام احمد — [۵] تاریخ احمدیت جلد اول مؤلفہ دوست محمد قادیانی

[۶] تاریخ احمدیت جلد ششم۔ — [۷] ملاحظہ ہو تبلیغ رسالت مؤلفہ میر قاسم قادیانی جلد اول تا نہم۔

فرض کیا کہ ہندوستان میں ان سیاسی حالات میں جو ۱۸۵۷ء کے بعد رونما ہوئے جہاد کرنا منع تھا، لیکن ہم شیخ کلیسا نواز سے یہ پوچھتے ہیں کہ اسلامی ممالک میں انگریز اور دیگر سامراجی طاقتوں کے خلاف جہاد کو کیوں روکا گیا۔ اور ان کو انگریز کی اطاعت کی کیوں ترغیب دی گئی، اس سلسلے میں سب سے پہلے ترکی سلطنت کی تباہی کا مذموم پروپیگنڈا کیا گیا۔ اور یہودی ڈاکٹر ہرزل کے خصوصی فرزند کا کردار ادا کیا گیا۔ ہندوستان میں ترک سفیر حسین کامی کو مرزا نے ایک ملاقات میں پہلے تو انگریز کی اطاعت کا درس دیا اور جب انہوں نے سامراج کے اس سیاسی دلال کو سامراجی پرستی سے منع کیا۔ تو یہ گالی گلوچ پر اتر آیا۔ برطانوی استعمار کا سیاسی گماشتہ مرزا کذاب سفیر ترکی کو کہتا ہے:

"میرے نزدیک واجب التعظیم اور واجب الاطاعت اور شکر گزاری کے لائق گورنمنٹ انگریزی ہے جس کے زیر سایہ امن کے ساتھ یہ آسمانی کارروائی میں کر رہا ہوں۔ ترکی سلطنت آج کل تاریکی سے بھری ہوئی ہے۔ اور وہی شامت اعمال بھگت رہی ہے۔ اور ہرگز ممکن نہیں کہ اس کے زیر سایہ رہ کر ہم کسی راستی کو پھیلا سکیں۔ ----میں نے کئی اشارات سے اس بات پر زور دیا کہ رومی سلطنت خدا کے نزدیک کئی باتوں میں قصوروار ہے۔ اور خدا سچے تقویٰ اور طہارت اور نوع انسان کی ہمدردی کو چاہتا ہے اور روم کی حالت موجودہ بربادی کو چاہتی ہے۔" ۸

ایک طرف صیہونی رہنما اپنے پلیٹ فارم سے ترکی کے خلاف زہر اگل رہے تھے تو دوسری طرف مرزا کے پروپیگنڈے کو پھیلانے اور بیرونی دنیا پر یہ ظاہر کرنے میں لگے تھے کہ خود ہندوستان کے مسلمانوں کے "لیڈر" ترکوں کے خلاف ہیں۔ مرزا نے تریاق القلوب نامی کتاب میں بھی ترکوں کے خلاف زہر افشانی کی ہے۔ اور براہ راست یہودی کاز کو تقویت بہم پہنچائی ہے۔

ب۔ فکری محاذ پر یہودی مصنفین نے ۱۹ ویں صدی کے اواخر میں ایک تحریک کی بنیاد ڈال دی تھی، جسے اینگلو اسرائیلزم کہا جاتا ہے۔ اس کا مقصد یورپی اقوام کو یہ بتانا تھا کہ یہود سینکڑوں سالوں سے گمشدگی کی زندگی گذار رہے ہیں، اور کئی قبائل وقت کے ساتھ ساتھ دوسری اقوام میں مل گئے ہیں ۹ اس لئے باقی یہود کو بچانے اور ان کے ملی تشخص کو قائم کرنے کے لئے فلسطین میں ایک ملک قائم کرنا ضروری ہے۔ یہ لوگ صیہونیت کے فکری معمار تھے اس مہم پر مرزا نے خوب کام کیا، اس نے دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰؑ ہندوستان آئے، کیونکہ بنی اسرائیل کے گم شدہ قبائل جو آجکل کشمیری پٹھان اور دیگر اقوام پر مشتمل ہیں ادھر آئے تھے، اور

---

۸ تبلیغ رسالت جلد ششم، قادیان ص ۱۱۴   ۹ انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجنز اینڈ ایتھکس، زیر لفظ اینگلو اسرائیلزم۔

واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسیٰؑ ان کو تبلیغ کرتے ہوئے طبعی موت مرے اور کشمیر میں مدفون ہوئے، اس نظریئے کو یہودیوں نے مواد مہیا کیا، حضرت عیسیٰؑ کی عام وفات اور ان کے مصلوب ہونے لیکن بیہوشی کے عالم میں اتار لیئے جانے اور صحت یاب ہو کر ہندآنے کا "انکشاف" چونکا دینے والا تھا[۱۰] جس سے عیسائی دم بخود رہ گئے اور اس نظریئے میں دلچسپی لینے لگے، لیکن ساتھ ہی ساتھ یورپ کے یہودی اس مواد کو صیہونیت کے لئے اس رنگ میں استعمال کرتے ہیں کہ کشمیری، افغان وغیرہ یہود کے گم شدہ قبائل کی اولاد ہیں، اور اس کا اعتراف خود ہندوستان کے لوگ کرتے ہیں، اس لئے بچے کھچے یہود کو علٰحدہ وطن دلایا جائے، ورنہ یہ بھی ختم ہو جائیں گے۔ اس ضمن میں آپ مولوی شیر علی قادیانی، مفتی محمد صادق قادیانی اور خاص طور پر خواجہ نذیر مرزائی لاہوری[۱۱] ممتاز فاروقی مرزائی وغیرہ کی کتب اٹھا کر دیکھیں اور اینگلو اسرائیلزم کے مبلغین کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔ یہ ایک دوسرے کا چربہ معلوم ہوں گی سوائے اس کے کہ مرزا نے یہودی حضرات کے کفن مسیح وغیرہ کے مفروضوں کو اس میں شامل کر دیا ہے قبرِ مسیح کے ڈھونگ کے بارے میں انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں زیر لفظ "یوواسف" بہترین مواد موجود ہے، اور اس سے کذاب قادیان کے اس نظریئے کی دھجیاں بکھر جاتی ہیں۔ جو اس کو خدا نے بتایا، اور ثابت ہو جاتا ہے کہ مرزا مفتری اور کاذب تھا۔

قادیانیت کے صیہونیت نواز کردار کے بارے میں ایک اور ثبوت دے کر ہم اسرائیل کے قیام میں ان کی "مساعی" کو بیان کریں گے۔

انگلستان میں یہودی وطن کی تحریک کی گونج امریکہ میں ایک شخص جان ڈوئی کی کارگزاری کی شکل میں ملتی ہے جس نے لیتوڈر ہرزل کی عالمی صیہونی تحریک کو نظر انداز کر کے مشی گن امریکہ میں ایک یہودی سٹیٹ کی بنیاد رکھدی جسکا نام صیہون رکھا[۱۲] اس تحریک کا ہرزل کے پیرو کار اصل صیہونیوں نے شدید نوٹس لیا اور ڈوئی کی ہلاکت اور اس کے منصوبے کی ناکامی کے لئے امریکی حکومت سے سیاسی دباؤ ڈالنا شروع کیا لیکن بعض امریکی یہودی فلسطین میں یہودی وطن کے قیام کو ناممکن سمجھتے ہوئے امریکہ میں ایک عبوری مملکت کے قیام پر اتفاق کرنے لگے۔ یہ بات برطانیہ کے سیاسی مفاد کے بھی خلاف تھی جو یہودیوں کی مدد سے مشرق وسطیٰ پر قبضہ جمانا چاہتا تھا[۱۳] اس وقت برطانوی سول سروس کے یہودی اکابرین نے مرزا کی خدمات حاصل کیں اور مرزا کو ڈوئی کے ساتھ مذہبی بحث میں الجھانے کے لئے امریکی اخبارات میں خوب مواد شائع کیا۔ مرزا نے اس کے شہر

---

[۱۰] مسیح ہندوستان میں، از مرزا غلام احمد۔ [۱۱] جیزس اِن ہیون آن ارتھ۔ [۱۲] انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا، زیر لفظ جان الیگزینڈر ڈوئی۔ [۱۳] جارج کرک، اے شارٹ ہسٹری آف مڈل ایسٹ لندن ۱۹۶۱۔

کی تباہی، اسکی ہلاکت وغیرہ کی پیشگوئیاں کرکے مذہبی سطح پہ یہودیوں کے ڈوبتے پہ اعتماد کو دھچکا پہنچایا[12] اور اس طرح مرزا کے مناظرانہ حملوں اور پیشگوئیوں نے امریکہ میں اسرائیل کے قیام کو روک کر عرب کے سینہ میں قائم کرنے میں مدد دی اور یہ کارنامہ اسرائیلی تحریک کا حصّہ بن گیا۔

مرزا نے اپنے دورِ ضلالت میں اور کن کن طریقوں سے یہودیت اور صیہونی تحریک کی معاونت میں حصّہ لیا۔ اس خونچکاں داستان کے بہت سے پہلو ہیں جن کو چھوڑ کر مرزا کے خلیفوں کی اسرائیل کے قیام میں کی جانے والی کوششوں کو بیان کرتے ہیں۔

مرزا کے ۱۹۰۸ء میں واصلِ جہنم ہونے کے بعد مولوی نورالدین خلیفہ بنا۔ جو برطانوی جنس کا کارندہ تھا اور جاسوسی کی بنا پر کشمیر بدر کیا گیا تھا، اس نے مرزا کی اسلام اور عرب دشمن پالیسی کو آگے بڑھایا۔ ۱۹۱۱ء میں اٹلی نے لیبیا پر چڑھائی کی اور بلقانی ریاستیں برطانوی اشارے پر ترک کے ساتھ نبرد آزما ہوئیں تو ہندوستان کے مسلمان ترکوں کی حمایت میں صف آراء ہو گئے۔ مولانا آزادؒ کے الہلال مولانا ظفر علیؒ کے زمیندار نے زبردست تحریک چلائی، علی گڑھ کے طلباء نے چندے جمع کئے، طبی وفد روانہ کئے گئے اور ہر طرح سے ترکوں کی حمایت میں کام ہونے لگا، لیکن لندن میں برطانوی سامراج کا دلال خواجہ کمال الدین ترکوں کی مذمت کرنے میں مصروف رہا اس نے اعلان کیا کہ مرزا کذاب کی کتاب نشانِ آسمانی کے تحت مہدی کے ظہور کے وقت ترکی سلطنت ضعیف ہو جائے گی اور عرب اس سلطنت کو چھوڑنے کے لئے تیار ہوں گے۔ سو یہ سب کچھ بقول خواجہ کمال الدین "احمد نبی نے نو سال پہلے فرما دیا تھا"[15] عین یہی موقف اور پالیسی صیہونیوں کی تھی۔ انگلستان میں یہودی تنظیموں سے رابطہ اسی خواجہ کمال الدین نے پیدا کیا اور یہ بات خالی از دلچسپی نہ ہوگی کہ نورالدین کے دور میں قادیانی تحریک کو دیگر سامراجی ذرائع کے علاوہ JEWISH NATIONAL FUND سے بھی خطیر رقم ملتی تھی۔ یاد رہے یہ فنڈ بیسل کانفرنس میں ہرزل نے قائم کیا تھا تاکہ صیہونیت کی مالی اعانت کے ذرائع پیدا کئے جائیں۔

۱۹۱۴ء میں نورالدین کے جہنم رسید ہونے کے بعد مرزا کے بیٹے بشیر الدین محمود نے قادیان کی گدی سنبھالی۔ یہ زمانہ عربوں کے لئے بہت کٹھن دور کی حیثیت رکھتا تھا۔ ترکی خلافت کو تباہ کرنے میں انگریز نے یہودی رہنما بن گوریان اور اسکی صیہونی جماعت کے سرکردہ افراد کے ساتھ باقاعدہ تحریری ساز باز کرکے فلسطین میں یہودی وطن کے قیام کے مطالبے کو تسلیم کر لیا۔ یہودی نژاد برطانوی بنکار لارڈ راتھ چائلڈ کو ۱۱۷ الفاظ پر مشتمل ایک خط میں آرتھر بالفور نے جو لائڈ جارج وزیر اعظم برطانیہ کا فارن سیکرٹری تھا بتایا کہ ملکہ عالیہ کی حکومت نے یہود

---

[12] حقیقۃ الوحی، مرزا غلام احمد [15] تاریخ احمدیت جلد چہارم، ربوہ ص۴۶۵

کے وطن کے قیام کے مطالبے کو مان لیا ہے[۱۱۶] یہ اس موقع پر اعلان ہوا جب برطانیہ جرمنی کے اتحادیوں یعنی ترکوں سے فلسطین چھین کر اس پر قابض ہونے کے مراحل طے کر رہا تھا۔ بالفور کے اس اعلان کی روشنی میں لیگ آف نیشنز نے فلسطین کو جنگ عظیم کے بعد برطانوی کنٹرول میں دے دیا۔

۱۹۱۴ء میں جنگ عظیم اوّل شروع ہوئی اس وقت مرزا محمود نیا نیا تخت خلافت پر بیٹھا تھا، اس نے فوراً صیہونی یہود کی بلا واسطہ حمایت میں ایک عربی ٹریکٹ "الدین الحی" تصنیف کیا، جس میں بقول مؤلف تاریخ احمدیت مرزا کی وحی کی روشنی میں ثابت کیا کہ ترک مغلوب ہوں گے، اور سخت شکست کھائیں گے۔ ساتھ ہی ساتھ عربوں کو مرزا کے دعوے پر ایمان لانے کی "پر زور دعوت دی"[۱۱۷] یہ پمفلٹ لاکھوں کی تعداد میں صیہونی یہود نے عرب ممالک اور ترکی میں پھیلایا اور ترکوں کے لئے پائے جانے والے مسلمانان ہند کے جذبات کے رد میں اسے استعمال کیا اور بتایا کہ ہندوستان کے بڑے بڑے "مسلمان" ترکوں سے بدظن ہیں اور اس سلطنت کو ختم کر کے برطانوی اقتدار میں لانے کے حامی ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ترک خلافت کے لئے نہایت ہی ذلیل پروپیگنڈے کی بنیاد ڈالی۔ ترکی خلافت کو محمودی خلافت کے سامنے باطل قرار دیا گیا۔ اسے اسلام کے لئے انتہائی مضر، بداعمالی اور بدکرداری کا مجسمہ بتایا گیا۔ مرزا محمود نے اپنی تقاریر اور قادیانی کے صیہونی گماشتوں نے الفضل میں بار بار اعلان کیا کہ ترکی خلافت کا مرزا کی پیش گوئی کے مطابق خاتمہ لازمی ہے۔ جنگ عظیم میں بھی قادیانی کردار کسی سے چھپا نہیں، انہوں نے استعماری قوت کی مالی جانی ہر طرح مدد کی اسکی توسیع پسندی کو اپنے سلسلہ کی ڈھال اور تبلیغ کے نئے نئے امکانات کا مژدہ قرار دیا۔ مرزا محمود کہتا ہے کہ "جو گورنمنٹ ایسی مہربان ہو اسکی جس قدر فرمانبرداری کی جائے تھوڑی ہے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر مجھ پر خلافت کا بوجھ نہ ہوتا تو میں مؤذن بنتا۔ اسی طرح میں کہتا ہوں کہ اگر میں خلیفہ نہ ہوتا تو والنٹیر ہو کر جنگ یورپ میں چلا جاتا۔"[۱۱۸]

غرض صیہونی یہود کے مضبوط دستے اور سامراج کی ذیلی تنظیم کے طور پر قادیانیوں نے ترکوں کی تباہی، خلافت کے خاتمے اور فلسطین اور دیگر ممالک میں برطانوی راج کے قیام کے لئے ہر ممکن کام کیا۔ عرب ریاستوں کے سقوط پر خوشیاں منائیں، چراغاں کیا اور کہا کہ ہم احمدیوں کو اس فتح سے کیوں خوشی نہ ہو عراق عرب ہو یا شام ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں"

---

[۱۱۶] سٹین لیونارڈ، دی بالفور ڈیکلریشن لندن ۱۹۶۱ء [۱۱۷] تاریخ احمدیت جلد پنجم ص ۱۶۹

[۱۱۸] تفصیلات علامہ الیاس برنیؒ کی کتاب قادیانی مذہب میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

ترکی خلافت، عرب ممالک کے سقوط اور سامراجی حمایت کے بارے میں قادیانی مؤقف مرزا محمود کی کتب "ٹرکی کا مستقبل اور مسلمانوں کا فرض (۱۹۱۹ء)، معاہدۂ ترکیہ اور مسلمانوں کا آئندہ رویہ (۱۹۲۰ء) وغیرہ میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ دلچسپ امر یہ ہے، ۱۷ر دستمبر ۱۹۱۹ء کو قادیانی جماعت کے ۱۵ ممبروں نے سر ایڈورڈ میکلیگن لیفٹننٹ گورنر پنجاب کو ایک ایڈریس پیش کیا جس میں جماعت کی نہایت سچی وفاداری، اطاعت اور خدمت کا اعلان کیا گیا اور کہا گیا کہ احمدیوں کے دینی خلیفہ مرزا محمود اور دنیاوی سلطان اور بادشاہ ملک معظم جارج پنجم ہیں۔ اس لئے ان کا ترکوں سے نہ تو کوئی مذہبی تعلق ہے اور نہ سیاسی۔[۱۹]

بین الاقوامی سطح پر قادیان کے لندن مشن کے انچارج مولوی سرفراز علی نے ایک مضمون انگلستان پریس میں چھپوایا جس میں کہا کہ "بیت المقدس کے داخلے پر (حبب کہ) اس ملک (انگلستان) میں خوشیاں منائی جارہی ہیں، قادیانی اعلان کرتے ہیں کہ یہود کہ وعدہ کی زمین ملنی ضروری تھی۔ مسلمانوں نے چونکہ ایک نبی کا انکار کیا اس لئے اسکا ان کے ہاتھ سے اس زمین کا نکل کر سلطنت برطانیہ کے پاس جانا ضروری تھا۔ اور اس سے بہتر کوئی حکومت مسلمانوں کے لئے نہیں ہے۔"

اس مضمون کو قادیانی مبلغ نے لائڈ جارج وزیر اعظم انگلستان (۱۹۱۶ء تا ۱۹۲۲ء) کو بھیجا اور اس کے سیکرٹری نے جواباً تعریفی خط لکھا۔ یاد رہے اسی شخص کے دورِ وزارت میں یہود کے وطن کے قیام کی پالیسی کو سرکاری طور پر تسلیم کر لیا گیا تھا۔

برطانیہ کے قبضے کے وقت فلسطین کی آبادی سات لاکھ تھی اس میں سے تقریباً سات فیصد آبادی یہودی تھی، بہت سے یہود عرب نسل سے تھے اور مذہباً یہودی تھے اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے ساتھ پُرامن رہ رہے تھے، فلسطین کا کل رقبہ دس ہزار مربع میل تھا۔ اس کا دو فیصد کے قریب یہودیوں کے قبضے میں تھا۔ جو انہوں نے ترک حکومت اور دیگر طریقوں سے حاصل کیا تھا۔ جنگ عظیم اوّل کے بعد برطانوی سامراج نے لیگ آف نیشنز سے فلسطین کے انتداب کا حق لے کر جو دراصل جابرانہ قبضہ کرکے یہود کو بسانے کا حربہ تھا۔ عربوں پر بے پناہ ظلم وستم کا آغاز کر دیا۔ اس کے لئے اوّل تو عربوں کو حکومت اور بڑے انتظامی عہدوں سے نکال دیا گیا اور تمام بڑے عہدے برطانیہ اور یہودی سول سرونٹس کو دے دئے گئے۔ اس کے بعد انتداب کے دوران مقرر ہونے والے ہائی کمشنر جو یہودی یا یہود نواز انگریز تھے۔ انہیں کھلی چھٹی دی گئی کہ عربوں پر ظالمانہ احکامات نافذ کریں۔ ان کو گھروں سے نکال کر ان کی زمینوں پر یہود کو بسانے اور انہیں

---

[۱۹] تفصیلات علامہ الیاس برنیؒ کی کتاب "قادیانی مذہب" میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

جدید ترقیات سے بیگانہ کرنے کے تمام طریقے اختیار کریں ،نقل وطن ، ٹریول اور قومیت کے محکموں پر یہودیوں کا قبضہ تھا ۔ اور کوئی عرب ان میں ملازمت حاصل نہ کر سکتا تھا اس زمانے میں یہود کو بسانے کا کام اتنے وسیع پیمانے پر ہوا کہ یہود کی آبادی جو ۱۹۱۸ء میں کل آبادی کا سات فیصد تھی چند سالوں میں بیس فیصد کو پہنچ گئی ، اور ۱۹۴۷ء میں ۴۰ فیصد ہوگئی جب کہ فلسطینی عربوں کے ظالمانہ انخلا سے ان کی آبادی میں شدید کمی ہوگئی ۔ زراعت کے سلسلے میں بھی عرب کسانوں کو نہ تو قرضے دیئے جاتے ۔ اور نہ ہی دیگر سہولیات دی جاتیں بلکہ ان پر کل پیداوار کا ۲۵ فیصد بطور ٹیکس عائد تھا ، لیکن ان کی چھینی ہوئی زمینوں پر بسنے والے یہودی ٹیکس سے مستثنیٰ تھے اور انہیں ہر سہولت دی گئی تھی ؎۲۰

اس زمانے میں (۱۹۱۸ء سے ۱۹۴۷ء) تک کٹ پتلی عدالتوں نے ٹیکس کی عدم ادائیگی کی آڑ میں ہزاروں عربوں سے زمین چھین چھین کر یہودیوں کے ہاتھ محض دکھاوے کی قیمت پر فروخت کیں اور وہ رقم بھی صیہونی فنڈ سے ادا کی گئی ، یہودیوں کو لگان بھی معاف تھا ، ۱۹۴۳ء تک عربوں پر عائد ٹیکس میں چارگنا اضافہ کر دیا گیا ۔ اور یہود کے لئے یہ شرح چھ فیصد سے گرا کر دو فیصد کر دی گئی ۔ ان اقدامات کے ساتھ ساتھ برطانیہ نے صیہونیوں کو فوجی اور نیم فوجی دستے بنانے کی اجازت دے دی جو سکاؤٹس گروپ یا سپورٹنگ کلبوں کی صورت میں کام کرتے اور باقاعدہ اسلحہ سے لیس ہوتے ۔ بیرونی آبادکاروں کو تحفظ دینے کی آڑ میں یہودی "دفاعی تنظیم" JEWISH DEFENCE GUARD قائم کرکے نہایت ہی سفاکانہ طور پر عرب مہاجرین کے خون سے ہولی کھیلی گئی ، اس کے علاوہ وقت کے ساتھ ساتھ بیشمار خفیہ دہشت پسند تنظیمیں قائم کی گئیں جن میں سے بدنام ترین ہگانہ (HAGANAH) ہوم گارڈ (HOME GUARD) ، ارگن (IRGUN) پالماخ (PALMACH) اور سٹرن (STERN) تھیں ۔ فلسطینی مہاجرین سے اسلحہ چھین لیا گیا اور انہیں کسی قسم کا ہتھیار رکھنے کی اجازت نہ تھی ۔؎۲۱

ان انتہائی نامساعد حالات اور ظلم وستم کے دور میں جب کہ فلسطینی مہاجرین موت اور زندگی کی کشمکش میں گرفتار تھے ۔ مرزا محمود نے ۱۹۲۴ء میں اعلان کیا کہ وہ ایک مذہبی کانفرنس میں شمولیت کے لئے لندن جا رہے ہیں ، جسکا اہتمام لندن یونیورسٹی کے شعبہ علوم شرقیہ نے کیا ہے ۔ مرزا محمود نے مسیح علیہ السلام کے ۱۲ حواریوں کی طرز پر ۱۲ قادیانی ساتھ لئے اور مشرقِ وسطیٰ کے راستے لندن جا اترا اپنے ابا کے سیاسی سرپرستوں

؎۲۰ عرب اینڈ اسرائیل ، منورما دیوان ۔

؎۲۱ ایضاً ۔ نیز دیکھیں اے ہسٹری آف پیلسٹائن مؤلفہ جے ۔ ڈبلیو پارکس ، لندن ۱۹۵۶ء

سے ملنے چلے۔ جب دمشق پہنچے تو وہاں ایک پریس کانفرنس بلائی اس میں ایک عربی اخبار کے نمائندے نے سوال کیا: "الخلافۃ الاسلام کی نسبت آپ کی کیا رائے ہے" مرزا محمود نے جواب دیا: "میں کسی کو خلافت کا مستحق نہیں سمجھتا وہ خلیفہ اسلامی جس کی اتباع تمام مشرقی مغربی دنیا پر فرض ہے وہ میں ہوں"

ایک اور سوال کے جواب میں کہ "مشرق کا مستقبل کیا ہے اور آپ کا سلسلہ ان کی حالت سیاسیہ میں کیا اثر ڈالے گا۔" اس نے جواب دیا کہ "ہم سیاست میں حصہ نہیں لیتے اور ان کا سلسلہ دنیا میں پھیل جائے گا۔[۲۲]

یہودیوں نے مرزا محمود کی خوب آؤ بھگت کی فلسطین کی سپریم کونسل کے صدر نے اس کے اعزاز میں ایک پارٹی دی[۲۳] جس میں اس یہودی گماشتے نے اعلان کیا کہ یہودی ضرور اپنا علیحدہ وطن بنانے میں کامیاب ہوں گے۔ اور قرآن کی پیش گوئیوں اور مسیح موعود کے الہامات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہودی ضرور اس ملک میں آباد ہوں گے[۲۴] یہ اعلان عرب حریت پسندوں کے لئے نہایت پریشان کن تھا، انہوں نے علمائے حق کے ایک گروہ کی سرکردگی میں قادیانی عقائد کی قلعی کھولنے اور ان کے برطانوی اور یہودی طاقتوں کے حاشیہ بردار ہونے کے اسلام دشمن مسلک کو بے نقاب کیا۔ ۱۹۲۴ء کے قادیانی پرچے ریویو انگریزی نے ستمبر ۱۹۲۴ء کی اشاعت میں لکھا کہ: "مولویوں نے فساد پیدا کرنے کی کوشش کی لیکن نوجوان نسل نے ان کی نہ سنی۔" حالانکہ نوجوان نسل نے ہی سب سے اہم کردار ادا کیا۔ اور مرزا محمود کی آمد پہ مظاہرہ کیا۔

فلسطین کے گورنر جو ہائی کمشنر کہلاتے تھے اور جن کی سفاکی اور عرب دشمنی کی داستان ہم نے بیان کی ہے ان کے ساتھ مرزا محمود کے خصوصی روابط تھے۔ ۱۹۲۴ء میں ایکٹنگ کمشنر فلسطین سر گلبرٹ کلیٹن نے مرزا محمود سے خفیہ ملاقات کی اور ایک گھنٹہ ملکی معاملات پہ گفتگو ہوتی رہی۔ قادیانی مؤلف تاریخ احمدیت لکھتا ہے کہ بقول مرزا محمود سر کلیٹن کو پہلی ملاقات میں ہمارے سلسلے سے بہت دلچسپی ہوگئی اور گو ہم نے دوسرے دن روانہ ہونا تھا مگر انہوں نے اصرار کیا کہ ڈیڑھ بجے ہم ان کے ساتھ کھانا کھائیں۔ چنانچہ ۱½ گھنٹہ تک دوسرے دن بھی ان کے ساتھ گفتگو ہوتی رہی اور فلسطین کے حالات کے متعلق بہت سی معلومات مجھے ان سے حاصل ہوئیں۔[۲۵]

---

[۲۲] فضل عمر کے زریں کارنامے، ظفر اسلام قادیانی، قادیان ۱۹۲۹ء ص۱۴۳

[۲۳] ریویو قادیان بابت ماہ ستمبر ۱۹۲۴ء

[۲۴] تاریخ احمدیت جلد ۵

[۲۵] ایضاً

اس گفتگو ہی میں مرزا محمود نے عرب ممالک میں تبلیغ کے نام پر باقاعدہ منظم سامراجی جاسوسی اور تخریب کاری کے اڈے قائم کرنے اور اسرائیل کے قیام میں بلاواسطہ اور بالواسطہ مدد بہم پہنچانے کے عہد کی تجدید کی اور سابقہ پالیسی کو نئے تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کے بارے میں معاملات طے کئے۔ اس کے فوراً بعد لندن سے آکر مرزا محمود نے جلال الدین شمس کو دمشق بھیجا۔ جولائی ۱۹۲۵ء میں اس قادیانی گماشتے نے تخریب کاری کا آغاز کیا اور صیہونیت کی سیاسی پالیسی کی تکمیل میں سرگرم حصہ لینے لگا۔

یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ عرب ممالک میں قادیانی تخریب کاری اور جاسوسی تحریک قادیانیت کا بنیادی مقصد تھا۔ مرزا کذاب نے صیہونی اور سامراجی تعاون سے قادیان میں سامراج کے حق میں بین الاقوامی سطح پر پروپیگنڈے کی جو بنیاد ڈالی اس کی تکمیل کے لئے وہ انگریزوں کے بعض آلہ کاروں کو عرب ممالک بھیجتا تھا۔ مرزا لکھتا ہے کہ اس نے برطانوی سامراج کی تائید، جہاد کی ممانعت وغیرہ کا لٹریچر "بعض شریف عربوں" کے ذریعے شام، مصر، روم، اور دیگر اسلامی ممالک میں پھیلایا۔[۲۶] مرزا کے دور ضلالت میں مولوی غلام نبی قادیانی مصر میں جاسوسی کے لئے گیا اور نورالدین کے عہد میں زین الدین اور شیخ عبدالرحمان مصری تبلیغ کے نام پر برطانوی سیاست کے مبروں کے طور پر مصر گئے۔ ۱۹۲۲ء میں جلال الدین قادیانی سے قبل محمود احمد عرفانی قادیانی برطانوی ایجنٹ کا فریضہ ادا کر رہا تھا۔ غرض شمس قادیانی نے دمشق پہنچ کر حسب مذموم دینی عقائد اور سیاسی تخریب کاری کا آغاز کیا تو حریت پسند عوام نے اس کا شدید نوٹس لیا، شام اسوقت فرانسیسی سامراج کے زیر کنٹرول تھا۔ شمس درروزی حریت پسند قوم کی جاسوسی اور ان کے بعض افراد سے رابطہ پیدا کر کے برطانیہ کی انٹیلی جنس کو باخبر رکھنے کا کام کر رہا تھا۔ دسمبر ۱۹۲۷ء میں اس مرتد کی تشویشناک اور اسلام دشمن سرگرمیوں کے باعث ایک غیور مسلمان نے اسے واصل جہنم کرنے کے لئے چاقو کا وار کیا اس سے قبل اس کی رہائش گاہ پر بھی چھاپے مارے گئے۔[۲۷] چاقو کے وار کا اسے شدید زخم آیا اور کافی عرصہ ہسپتال میں رہا۔ اس کے بعد خود فرانسیسی حکومت نے اس برطانوی گماشتے کو دمشق سے فوری نکلنے کا حکم دیا۔[۲۸] کیونکہ حریت پسندوں نے فرانسیسی حکومت کا اس حد تک ناطقہ بند کر رکھا تھا کہ اسے کنٹرول حاصل کرنے کے لئے سخت احکامات کے علاوہ بیشمار فوجی تعیناتات کرنے پڑے تھے، اور پھر اس بات کا ثبوت بھی مل گیا تھا کہ شمس برطانوی انٹیلی جنس کیطرف سے کام کر رہا ہے۔

شمس قادیانی نے برطانوی انٹیلی جنس کے ذریعے قادیان سے رابطہ پیدا کیا اور مرزا محمود کی ہدایت پر فلسطین پہنچا۔ مارچ ۱۹۲۸ء میں موجودہ اسرائیل میں فلسطین مشن کی بنیاد ڈالی گئی۔ فلسطین میں برطانوی آلہ کاروں کی

---

[۲۶] تبلیغ رسالت [۲۷] تاریخ احمدیت جلد ۵ [۲۸] ایضاً

ایک کھیپ پہلے سے موجود تھی، ان میں سے صیہونی یہود کا ایک پٹھو طرابلس کا محمد مغربی کافی عرصے سے خصوصی کام کے لئے تعینات تھا، ایک اور شخص عبدالقادر عودہ اور اس کا خاندان بھی قادیانی ہو چکا تھا اور دینی سطح پر عرب مہاجرین کے خلاف ایک محاذ بنا چکا تھا۔

شمس نے جا کر تبلیغ کے نام پر برطانوی سامراج کی خدمت کا آغاز کیا۔ فلسطین کے کمشنر سے مرزائیوں کی بات چیت ہو چکی تھی، اس لئے صیہونیوں نے مشن کے قیام اور فروغ کے لئے ہر قسم کی مدد بہم پہنچائی۔ ہم قادیانیوں سے سوال کرتے ہیں کہ جب ایک سراسر ناانصافی پر مبنی برطانوی انقلاب کے علاقے میں فلسطینی مہاجرین پر سیاسی مظالم توڑے گئے، سفاکانہ بے دخلیاں کی گئیں تجارت میں امتیاز برتا گیا اور ہر طرح سے کھلی زیادتیاں کی گئیں تو ان میں سے کسی ایک سانحے کے بارے میں قادیانی مبلغوں یا مرزا محمود نے کوئی بیان دیا، کوئی عملی قدم اٹھایا۔ ہرگز نہیں کیا یہ اس امر کا ثبوت نہیں کہ مرزائی آلہ کار محض اسرائیل کے قیام کے لئے مذہبی تبلیغ کی آڑ میں سیاسی کھیل کھیلنے میں مصروف تھے۔ شمس قادیانی نے فلسطین میں جو شرمناک رسالہ الجہاد الاسلامی شائع کیا اور جس منفی انداز سے فلسطینی مظلوموں کی حریت پسند تحریک کو سر ہربرٹ سیموئل کمشنر فلسطین سے ساز باز کر کے سبوتاژ کرنے کے ذلیل اقدامات کئے وہ قادیانی تاریخ کے سیاہ ابواب میں سے ہیں۔ حیفا میں تو شمس کی سرگرمیوں نے سخت اشتعال کی صورت پیدا کر دی جس کا مؤلف تاریخ احمدیت نے بھی اعتراف کیا ہے۔ دراصل مذہبی سطح پر علمائے کرام نے اس قادیانی "خالد احمدیت" کو عبرت ناک شکست دی۔ مجلس الاسلامی الاعلیٰ کے متقندر علماء اور جمعیۃ الشبان المسلمین کے نوجوانوں نے اس کا ناطقہ بند کر دیا، لیکن ساتھ ہی ساتھ وہ قادیانی مبلغ کی سیاسی تخریب کاریوں کا سدِ باب کرنا چاہتے تھے۔ ایک رات اس کے مکان کا محاصرہ کیا گیا، لیکن صیہونی فوجی دستوں اور اسرائیلی ہوم گارڈ نے شمس کی مدد کی جس کے باعث یہ سامراجی دلال رات کی تاریکی میں فرار ہو گیا [۲۸]۔

شمس کی کارروائیوں کا دائرہ مصر تک پھیلا ہوا تھا، جہاں پہلے سے ایک استعماری گماشتہ محمود احمد عرفانی سازشی کارروائیوں میں مصروف تھا۔ شمس خصوصی مشن پر دو دفعہ مصر گیا، اسی دوران صیہونی افسروں کی وساطت سے کبابیر کے علاقہ میں کوڑیوں کے داموں زمین حاصل کر کے مسجدِ مزار کی بنیاد رکھی گئی۔ شمس نے حیفا، کبابیر اور طبریہ میں مشن قائم کئے اور ستمبر ۱۹۳۱ تک فلسطین میں کار خاص انجام دیتا رہا۔

---

۲۸ تاریخ احمدیت جلد ۵

برطانوی سامراج کے استعماری انتداب کے سائے میں صیہونیت اور قادیانیت نے پہلو بہ پہلو ترقی کی۔ عرب ممالک میں تخریب کار روانہ کئے۔ یہودیوں سے گٹھ جوڑ کرکے فلسطینی عربوں کو زمینوں سے بے دخل کرانے اور صیہونی غنڈوں کی بہیمانہ کاروائیوں میں ملوث ہونے کے ساتھ ساتھ قادیانی برطانیہ کے وفادار دستے کے طور پہ کام کرکے یہودی فنڈ سے رقمیں حاصل کرتے رہے تاکہ یہودی سرپرستی میں پھل پھول سکیں۔

ستمبر ۱۹۳۱ء کو اللہ دتہ جالندھری (موجودہ مدیر الفرقان ربوہ) حیفا پہنچا۔ اس کی روانگی کے وقت فلسطین میں قتل و خونریزی کا بازار گرم تھا۔ یہودی کالونیاں بننے کا کام زوروں پر تھا۔ ہزاروں عربوں کے خون سے ہولی کھیلی جا چکی تھی، اور سیاسی سماجی اور معاشی سطح پہ ان کو ملیا میٹ کرنے میں صیہونی اور برطانوی آلہ کار سرگرم تھے، اس پر آشوب دور میں اللہ دتہ نے رسالہ البشریٰ جاری کیا تاکہ عرب ممالک میں باقاعدہ سامراجی۔ یہودی پروپیگنڈے کے ذرائع پیدا کئے جائیں، پریس لگوایا اور کبابیر کی مسجد مزار کے نام پہ مقامی جماعت سے ایک زمین وقف کرنے کا وعدہ لیا۔ اور پھر اس کی رجسٹری صدر انجمن (احمدیہ قادیان) کے نام کرائی۔[۲۹]

ایک طرف تو یہودی بسے ہوئے عربوں کو سنگینوں کے بل پر بے دخل کر رہے تھے۔ تو دوسری طرف قادیانیوں کو زمین وقف کرکے دے رہے تھے۔ الفضل قادیان، اکتوبر ۱۹۳۵ء قادیانی سرگرمیوں کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"یہ سب کچھ (تبلیغ) جماعت احمدیہ اپنی بساط اور تمام دنیا میں پھیلے اپنے تبلیغی کام کے لحاظ سے کر رہی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کے بہت اچھے نتائج نکل رہے ہیں۔ فلسطین کے جن تعلیم یافتہ لوگوں کو احمدیہ مشن کی جدوجہد کا علم ہو چکا ہے۔ وہ نہایت شکر گزار ہیں۔ اور خوشی کے جذبات کا اظہار کر رہے ہیں۔"

فلسطین کے جن تعلیم یافتہ لوگوں کا اس رپورٹ میں ذکر ہے وہ یورپ، روس اور پولینڈ وغیرہ سے آئے ہوئے نئے یہودی آبادکار تھے جو قادیانی جماعت کے تعاون اور ان کی خصوصی "جدوجہد" اور اسرائیل کے قیام میں معاونت پہ شکر گزار تھے اور خوشی کے جذبات کا اظہار کر رہے تھے۔

۱۹۳۷ء میں فلسطین کے حالات کا جائزہ لینے والے ایک کمیشن نے ایک رپورٹ پیش کی جو پیل رپورٹ PEEL REPORT کہلاتی ہے، میں تقسیم فلسطین کا فارمولا پیش کیا گیا۔ اس رپورٹ پہ عرب دنیا

---

[۲۹] الفضل قادیان۔ ۱۰؍ جولائی ۳۵

اور ہندوستان میں شدید احتجاج ہوا۔ الفضل قادیان نے ایک اداریہ بعنوان "کیا فلسطین کی تقسیم قیام امن کا موجب ہوگی؟" تصنیف کیا جس میں اس ظالمانہ تقسیم کی سفارش (جس کے تحت شمالی ساحل پر اسرائیلی ریاست اور یروشلم اور حیفا پر برطانیہ کا قبضہ رہنا تھا۔) پر قطعاً احتجاج نہ کیا، اور نہ ہی دو لفظ ہمدردی کے لکھے صرف آخر میں یہ لکھا کہ اس قسم کی تقسیم ہوئی تو پھر امن قائم ہوگا۔ یا نہیں اس کا فیصلہ مستقبل کرے گا۔ [۳۰]

مسلمانان ہند نے فلسطینی مجاہدین کی حمایت میں فلسطین کانفرنسیں منعقد کیں مسلم لیگ اور کانگرس نے عرب مظلوموں کے حق میں قرار دادیں پاس کیں، چندے جمع کئے گئے، برطانیہ سے فلسطین میں عربوں سے کھلا امتیاز برتنے۔ عربوں کو زبردستی بے دخل کرکے ان کی زمینوں پر یہودیوں کو بسانے اور ان کو سیاسی و معاشی مراعات سے محروم کرنے پر شدید احتجاج کیا۔ ہر بڑے شہر میں جلسے کئے گئے، دہلی اور کلکتے میں شاندار اجتماعات ہوئے۔ اس موقع پر الفضل نے ایک شرمناک اداریہ لکھا جس میں مسلمان زعماء پر الزام لگایا کہ وہ چندہ کھانے کے لئے کانفرنسیں کرتے ہیں، اور یہ عیش و عشرت کے لئے ایک ڈھونگ رچایا گیا ہے۔ کانفرنس میں نمائشی قرار دادیں پاس ہوتی ہیں، اور ٹکٹ بیچ کر روپیہ ہضم کر لیا جاتا ہے۔ برطانوی سامراج کی پالیسی کا یہ زور آرگن الفضل اسی اداریے میں آگے لکھتا ہے: کہ پہلے دہلی اور پھر کلکتہ میں ایسی کانفرنسیں منعقد ہوئیں، قرار دادیں پاس کی گئیں، یہ تمام احتجاج، غم و غصہ اور مسلمانوں سے ہمدردی مال و اوقات کا ضیاع ہے۔ آخر میں لکھتا ہے:

"کاش! وہ لوگ جو مسلمانوں کے لیڈر بنے ہوئے ہیں اس طرف توجہ دیں اور بے نتیجہ باتوں میں مسلمانوں کو ابھارنے اور ان کا مالی اور جانی نقصان کرانے کی بجائے ان کی اندرونی اصلاح و ترقی کیلئے کوشش کریں۔" [۳۱]

اللہ دتہ نے بھی برطانوی، صیہونی و ینی جاسوس کے طور پر دو دفعہ مصر کا دورہ کیا۔ قادیانی پرچہ "البشارۃ الاسلامیہ الاحمدیہ" (جس کا نام بعد میں البشریٰ رکھا گیا) میں قادیانی حضرت عیسیٰؑ کی طبعی موت کشمیر میں قبر وغیرہ کے محیر العقول نظریئے کی آڑ میں برطانوی سامراج کی سیاسی ہیرہ دستیوں کا پروپیگنڈا کرتے تھے، الازہر کے ترجمان رسالہ نور الاسلام نے قادیانی خرافات کا شدت سے نوٹس لیا، اور ان خرافات کا مسکت جواب دیا۔ اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ برطانوی ایجنسی کے اس ملٹن کو مصر میں تقسیم ہونے سے روکا جائے۔ اللہ دتہ نے عربوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے القول المبین فی بیان معنی خاتم النبیین اور الدین الحی الخالد جیسے رسائل بھی لکھے۔

---

[۳۰] الفضل قادیان ۱۱ر جولائی ۱۹۳۷ء [۳۱] الفضل قادیان ۳۰ر ستمبر ۱۹۳۷ء [۳۲] الفرقان ربوہ فروری ۱۹۵۶ء

کہا جاتا ہے کہ اللہ دتہ قادیانی برطانوی صیہونی آلہ کار کے طور پر مفتی امین الحسینیؒ کی کاروائیوں پر نظر رکھتا تھا، مفتی مرحوم نے فلسطین کی جنگِ آزادی میں نمایاں کردار ادا کیا۔ آپ نے برطانوی سامراج کے خلاف فلسطینی مجاہدینِ آزادی کی جدوجہد کو منظم کیا۔ ۱۹۲۰ء میں جافا گیٹ کے سانحے کے دوران جس میں کئی عرب شہید ہوئے آپ نے نمایاں کام کیا۔ ۱۹۲۸ء تک آپ کی شہرت کو چار چاند لگ گئے تھے، آپ سپریم مسلم کونسل کے صدر بھی چن لئے گئے اور مفتی اعظم فلسطین بھی۔ ۱۹۳۵ء کے اوائل میں جب کہ اللہ دتہ فلسطین میں سازشی کردار ادا کر رہا تھا۔ مفتی مرحوم کے پیروکاروں نے یہودی چھاپہ ماروں کے خلاف ایک گوریلا فوج بنا کر ان کی جرمنی سے بے پناہ آمد کو روکنے کے لئے جوابی طور پر چھاپہ مار کاروائیاں شروع کیں۔ مفتی مرحوم نے فتویٰ دیا کہ ان کاروائیوں میں حصہ لینا عین جہاد ہے۔ اسی موقع پر اللہ دتہ اور اس کے قادیانی گماشتوں نے جہاد کی سخت ممانعت اور برطانوی سامراج کی مدح و توصیف میں فلسطینی علاقوں میں لیکچر دیئے اور چھاپہ ماروں کی جاسوسی کی۔ مفتی مرحوم کی کوششوں سے فلسطین میں ایک طویل ہڑتال کی گئی جو کئی ماہ جاری رہی، پھر کئی فسادات ہوئے، آخر کار مفتی مرحوم جافا کے راستے لبنان چلے گئے۔

۱۹۳۶ء میں اللہ دتہ کی جگہ مولوی محمد سلیم کو قادیان سے مبلغ بنا کر بھیجا گیا۔ یہ دو سال تک "تبلیغ" کرتا رہا اور قادیانی ایجنٹوں کی وساطت سے جاسوسی اور تخریب کاری میں ملوث رہا۔ اس کا ایک سپوتو محمد صالح فلسطینیوں کے کیمپوں میں جا کر خفیہ کاروائیاں کرتا اور مفتی امین الحسینیؒ کے جانبازوں کی گوریلا کاروائیوں پر اطلاع رکھتا جس کا حریت پسندوں کو علم ہو گیا اور انہوں نے اس صیہونی دلال کو ٹھکانے لگانے کی کوشش کی۔

مولوی سلیم اپنی ایک رپورٹ میں لکھتا ہے:

احمدیہ کبابیر کے ایک نہایت ہی مخلص احمدی السید محمد صالح کے مکان پر چھ ماہ کے اندر اندر بعض بدقماش فتنہ پرداز (عرب فلسطینی حریت پسندوں کیطرف اشارہ ہے۔ ناقل) رات کے وقت دو دفعہ مسلح حملہ کر چکے ہیں۔ اور گو ہر دو دفعہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ناکام و نامراد رکھا تاہم ہمارے لئے یہ بہت ضروری ہو گیا کہ مکان پر اپنی حفاظت کا انتظام کریں۔ چنانچہ ہم نے ڈسٹرکٹ کمشنر ناردرن ڈسٹرکٹ حیفا کی خدمت میں ایک مفصل چٹھی لکھی اور اسلحہ رکھنے کی اجازت چاہی مگر کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا۔ اس پر اسسٹنٹ کمشنر حیفا سے ملاقات کر کے حالات بیان کئے گئے اور احمدیت کی مختصر تاریخ سے ان کو آگاہ کیا گیا۔ آپ مذہباً مسلمان تھے، اس لئے توجہ سے ہمارا پیغام سنتے رہے بالآخر آپ نے ہمیں اسلحہ رکھنے کی اجازت دیدی۔ قائم مقام اسسٹنٹ کمشنر دائرۃ المہاجر حیفا مذہباً یہودی ہیں، ان سے ملاقات کر کے احمدیہ نقطۂ نظر کے لحاظ سے فلسطین کی موجودہ سیاسی شورش پر تبصرہ کیا گیا اور بتایا گیا کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے،

جو امن و سلامتی کا حقیقی علمبردار ہے اور جس نے ہر حالت میں ہر قسم کے جانی دشمنوں کے حق میں بھی عدل و انصاف اور گنجائش رحم سے کام لینے کی تعلیم دی ہے، تقریباً ایک گھنٹہ ان سے گفتگو ہوتی رہی۔ آخر آپ نے وعدہ کیا کہ سلسلہ کا لٹریچر اگر انہیں دیا گیا تو ضرور مطالعہ کریں گے۔،،[۴۳]

اس رپورٹ سے عیاں ہے کہ قادیانی بلا کسی شک کے کھلم کھلا عرب حریت پسندوں کے خلاف نبرد آزما تھے۔ عربوں سے تو معمولی اسلحہ بھی چھین لیا گیا تھا، اور ان کے خلاف سخت کاروائیاں کی جا رہی تھیں، لیکن قادیانیوں کو زمین الاٹ کرنے مالی اعانت بہم پہنچانے کے علاوہ اسلحہ رکھنے کی پوری اجازت تھی۔ اور یہود کو ان کے سلسلہ سے پوری ہمدردی تھی، کیونکہ اس یہودی ایجنسی کا فروغ صیہونیت کے وسیع تر مفاد میں تھا۔

۱۹۲۸ء میں مولوی سلیم کی جگہ چوہدری شریف کو فلسطین بھیجا گیا۔ اس وقت دوسری جنگ عظیم زوروں پر تھی۔ یہودی قافلے سامراجی سنگینوں کے سائے میں فلسطین آ آکر فلسطینیوں کے خون سے ہولی کھیلنے، زمینوں پر قبضہ کرنے اور قتلِ عام میں معروف تھے۔ اس دوران بھی چوہدری شریف نہایت شرمناک طور پر برطانوی سامراج کی خدمت، اسرائیل کے قیام میں پُرزور کوشش اور صیہونیت کی معاونت میں لگا رہا۔ قادیانی اسرائیلی گوریلا دستوں خصوصاً ہگانہ[۴۴] کے ساتھ مل کر جاسوسی کرتے اور خفیہ ریکارڈ تیار کرنے کی تربیت حاصل کرتے۔ ان کے تربیتی مراکز یہودی اداروں خصوصاً سکولوں اور ٹریڈ یونین کلبوں کے تہ خانے تھے۔ جن کے باہر سخت پہرہ ہوتا۔ ہفتے میں ایک دفعہ لڑائی کی تربیت آتشیں اسلحہ کے استعمال، اسلحے کو توڑنے، رسہ کے ذریعہ کودنے پھاندنے، مکانوں میں چھلانگیں لگانے، چلتی کاروں سے کھسک کر بھاگنے وغیرہ کی مشق کرتے اور جب کبھی برطانوی دستوں کا اشارہ ملتا۔ یہ مبلغین احمدیت اور دینی رکنوں کا روپ دھار لیتے۔ مفتی امین مرحوم کے جانبازوں کے مراکز ان کا خاص نشانہ تھے ان کا کام مقتدر عربوں اور فلسطینی رہنماؤں کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھنا اور ان کی تصاویر حاصل کرنا تھا۔ رات کے وقت عربوں کے علاقوں میں گھسنا اور شب خون مارنے کے لئے راہ ہموار کرنا ان کا اہم کام تھا، واضح رہے کہ ہندوستان میں بھی مرزا محمود نے تحریک آزادیٔ ہند کے خلاف نیم فوجی تنظیم احمدیہ کورز اور پھر نیشنل لیگ (۱۹۳۵ء) اور فرقان بٹالین قائم کیں۔

---

[۴۳] الفضل قادیان ۲۲ر جولائی ۱۹۳۷ء

[۴۴] ہگانہ کی کاروائیوں کے لئے دیکھیں منڈر سنیا کی کتاب "ہاگانہ" نیویارک ۱۹۶۶ء

مفتی امین مرحوم کے جانباز تحریک جہادِ مقدس میں حصہ لے رہے تھے۔ انہوں نے ایک نوجوان تنظیم قائم کی اور کمال ارکات کی سرکردگی میں فوجی تربیت کا انتظام کیا۔ کمال نے عربوں کو نعرہ دیا کہ ہم عہد کرتے ہیں کہ یہودیوں کو سمندر میں پھینک دیں گے۔" فلسطینی مجاہدین کے دستوں نے برطانوی افواج اور یہودی نیم فوجی دستوں سے جان توڑ مقابلہ کیا، نام نہاد یہودی ریاست کے قیام کے آخری سالوں میں چوہدری شریف قادیانی نے مذہبی اشتعال انگیزی اور سیاسی تخریب کاری میں شدت پیدا کردی۔ شمس قادیانی کی طرح سامراج کے اس گماشتے کو عرب حریت پسندوں نے واصلِ جہنم کرنے کی کوشش کی لیکن یہودی برطانوی فوجی مداخلت سے بچ گیا۔ مولف تاریخ احمدیت لکھتا ہے:

"چوہدری محمد شریف کا دورِ تبلیغ بڑے صبر آزما حالات میں گزرا عربوں اور یہودیوں کی کشمکش زیادہ سے زیادہ نازک صورت اختیار کر گئی۔ اس دوران آپ کے قتل کا منصوبہ بھی کیا گیا جو ناکام ہو گیا۔" [۳۵]

مفتی مرحوم کے تعاقب میں فرانسیسی سامراج لگا ہوا تھا۔ اس نے آپ کو بیروت سے بغداد جانے پر مجبور کر دیا اور پھر آپ تہران چلے گئے جہاں ۱۹۴۱ء میں برطانوی روسی کنٹرول کے باعث آپ کو جرمن میں ہٹلر کے پاس جانا پڑا [۳۶]

جنگ عظیم دوم کی ناکامی کے وقت آپ کو پیرس، آسٹریا وغیرہ سے سوئٹزرلینڈ پناہ لینی پڑی۔ ۱۹۴۷ء کے وسط میں آپ یروشلم واپس آئے، آپ کی آمد سے قبل امریکی، برطانوی ماہرین کی ایک کمیٹی نے اسرائیل میں ایک لاکھ یہودی بسانے کی ظالمانہ تجویز پیش کی، اس موقع پر چوہدری شریف نے ایک پمفلٹ تصنیف کر کے اسرائیل میں تقسیم کیا، جس میں مرزا محمود کی پیش گوئیوں کے مطابق جنگ عظیم دوم کے خاتمہ کا ذکر تھا۔ اینگلو امریکی کمیٹی کے پریذیڈنٹوں کو مرزا محمود کا وہ رسالہ دیا گیا جس میں انگلستان اور ہندوستان کو اتحاد کی دعوت دی گئی تھی۔ [۳۷] اس موقع پر اسرائیل میں قادیانیوں کے مستقبل کے تحفظ اور سلسلے کی ترقی کے لئے ایک یادداشت بھی مرتب کر کے کمیٹی کے ممبران کو دی گئی۔

ایک طرف یہودی دانشوروں نے ہمیشہ سے قادیانیوں کے مذہبی اور سیاسی مسلک کو یہودیت اور صیہونیت کے فروغ کا ذریعہ قرار دیا۔ اور یروشلم یونیورسٹی کی ایک سکالر مسز الیشے ردمیل نے ۱۹۴۶ء کے انتہائی پُر آشوب دور میں "احمدیت کے متعلق مفصل مضامین یہودی اخبارات میں لکھے" [۳۸] اور اس سلسلہ کی افادیت کو آشکار کیا تو دوسری طرف قادیانی مبلغ فلسطینی مجاہدین کے خلاف سیاسی سرگرمیوں میں حق المقدور

---

[۳۵] تاریخ احمدیت جلد ۵ صفحہ ۵۰۴ [۳۶] مفتی امین الحسینیؒ کے ہٹلر سے تعلقات کے بارے میں ۱۹۶۵ء میں نیو یارک سے بی اسس جوزف نے بڑی دلچسپ کتاب "دی مفتی اینڈ دی فوہرر" شائع کی ہے۔ [۳۷] الفضل قادیان ۱۱ جون ۱۹۴۶ء
[۳۸] الفضل قادیان ۱۴ جون ۱۹۴۶ء

ملوث رہا۔ ایک رپورٹ میں چوہدری شریف لکھتا ہے :

"بوجہ ہڑتال عام یہاں ۲۷ر اپریل ۱۹۴۶ء کو یوم تبلیغ منایا گیا اس روز ہمارے احمدی احباب نے بصورت وفود فلسطین کے مندرجہ ذیل شہروں حیفہ، ناصرہ، عکہ، للبریا، بیسان، شفاعمرو، صفد، یافا، بیت اللحم، بیت المقدس، تل ابیب، ترشیحا میں تبلیغ اسلام کی اور پانچہزار کے قریب اشتہارات و کتب تقسیم کئے اس دفعہ خدا کے فضل سے کوئی خاص ناگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔" ۳۹

اس رپورٹ سے عیاں ہے کہ جب قادیانی اسرائیل کے طول و عرض میں جاسوسی اور صیہونی آلہ کاروں کی مدد کے لئے جاتے تو ان پر عرب فلسطینی مظلوم حملہ آور ہوتے اور ان کو برطانوی صیہونی ستم کاروں سے کم دشمن نہ سمجھتے۔ اسرائیل کے قیام تک کے عرصے میں قادیان کے سیاسی شاطر برطانوی صیہونی گماشتے غدار ابن غدار مرزا محمود ابن مرزا غلام کی ہدایات کے مطابق کام ہوتا رہا۔ قادیانی تخریب کار اسرائیل کے ہر اس علاقے میں پہنچے جہاں عربوں کی معمولی اکثریت بھی ہوتی۔ چوہدری شریف لکھتا ہے :

"شیخ نور احمد (قادیانی) کو عکہ ایک ضروری کام (؟) کے لئے بھیجا گیا وہاں کے اوباش لوگوں (یعنی عرب حریت پسندوں اور مفتی امین مرحوم کے جانبازوں) نے آپ کا محاصرہ کر لیا مگر بحمد اللہ آپ بخیریت اسی روز حیفہ پہنچ گئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو عکہ کے شر پسندوں سے محفوظ رکھا۔"

اس رپورٹ میں چوہدری شریف لکھتا ہے کہ "فلسطین کے انتہائی مخدوش حالات کے باوجود تمام اخراجات نکال کر پونے تین ہزار روپے مرکز قادیان کو بھیجے۔" ۴۰

۱۹۴۸ء کو نام نہاد اسرائیل قائم ہوا۔ اس سے قبل ۱۹۴۶ء کے آخر میں یہودی ایجنسی کے مشن پر سر ظفر اللہ نے فلسطین کا دورہ کیا ۴۱ اور مرزا محمود نے صیہونی یہود کے قیام اسرائیل کے منصوبے میں مدد کے لئے دو "مبلغ" روانہ کئے۔ مؤلف تاریخ احمدیت لکھتا ہے: "تقسیم فلسطین کا آخری فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم سے شیخ منیر احمد منیر اور مولوی رشید احمد چغتائی بالترتیب ۲۳ر اکتوبر ۱۹۴۵ء اور ۲۳ر اکتوبر ۱۹۴۶ء کو بلاد عربیہ میں تبلیغ کے لئے فلسطین روانہ ہوئے۔" ۴۲

حال ہی میں حکومت نے اس امر کی تردید کی ہے کہ اسرائیل میں کوئی پاکستانی احمدی نہیں حالانکہ ۱۹۳۸ء سے ۱۹۵۶ء تک چوہدری شریف اسرائیل میں مبلغ تھا۔ ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۷ء تک قادیان انڈیا کے پاسپورٹ

---

۳۹ ایضاً ۴۰ الفضل ۱۲ر جون ۱۹۴۶ء ۴۱ تحدیث نعمت، سر ظفر اللہ کی خود نوشت۔

۴۲ تاریخ احمدیت جلد ۵

ہے اور اس کے بعد قادیان کے بھارت میں آنے کے بعد مرکز پاکستان کی طرف سے متعین تھا۔ اب یہ شخص ربوہ میں ہے۔ الفرقان ربوہ نے ۱۹۵۶ء میں لکھا تھا کہ "مولانا شریف فلسطین مشن کے انچارج مقرر ہوئے۔ آپ ۱۹۳۸ء سے دسمبر ۱۹۵۵ء تک اس مشن میں فریضۂ تبلیغ سرانجام دے کر ابھی حال ہی میں ہی واپس آئے ہیں"[۴۳] آگے لکھتا ہے: "اب وہ مع اہل و عیال واپس آئے ہیں اور ان کی جگہ اس مشن کے انچارج مولانا جلال الدین صاحب قمر مقرر ہوئے ہیں۔"

قمر بھی ربوہ سے اسرائیل پہنچا اور ابھی تک وہاں "تبلیغ" کر رہا ہے۔ منیر احمد اور رشید چغتائی بھی ربوہ میں ہیں۔ آخر یہ سب کن ذرائع سے آتے جاتے ہیں اور قادیانی کب تک اپنی صیہونی سامراجی تحریک قادیانیت کے سیاسی عزائم پر تاویلات و مکر کے پردے ڈالتے رہیں گے۔ یہ بھی واضح رہے کہ چوہدری شریف کو اسرائیلی حکومت نے نہایت شاندار طریقے سے رخصت کیا۔

۱۹۴۸ء سے ۱۹۷۲ء تک لندن مشن کے انچارج قادیانیوں خصوصاً مولوی عطا المجیب پسر اللہ دتہ جالندھری نے اسرائیل کے لئے کیا خدمات انجام دیں۔؟ عالمی یہودی ادارے اب کن مقاصد کے لئے قادیانیوں کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔؟ اسرائیل میں قادیانی اقلیت کا اسرائیلی حکومت کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ اور کیسی مالی اور دیگر مراعات حاصل کی جاتی ہیں۔؟ الفتح، اور عرب گوریلا تنظیموں کے خلاف قادیانیوں نے کیا شرمناک کارنامے انجام دئے۔؟ نہر سویز، عرب اسرائیل جنگ اسلامی ممالک حطیرہ میں قادیانی جماعت نے کیا غداریاں کیں۔؟

فری میسن، جیوش ڈیفنس لیگ اور کلچر اور تفریح کے نام پر قائم ہونے والی بعض تنظیموں اور کلبوں میں قادیانیوں کا یہود سے کیسا اشتراک ہے۔؟ ستمبر ۱۹۷۴ء کی تحریک میں اسرائیل نے قادیانیوں کی کس طور سے مدد کی۔؟ مرزا ناصر احمد نے سر ظفر اللہ کی وساطت سے امریکی جیوش لابی میں کتنا اثر و رسوخ پیدا کر رکھا ہے۔؟ ایسے بہت سے سوالات کے آئندہ دستاویزی ثبوت پیش کریں گے تاکہ اس صیہونی سامراجی تحریک کے خد و خال سے مناسب شناسائی حاصل ہو سکے۔ ■■

---

[۴۳] الفرقان ربوہ فروری ۱۹۵۶ء

ابو مدثرہ

فاضل مضمون نگار اسفار پر رہے، ان کا موجودہ پتہ ہم سے ضائع ہو گیا۔ یہ مضمون کتابت شدہ مسودہ سمیت کسی سازش سے کھو گیا اور بعد میں اللہ کے فضل سے مل گیا، مگر پھر بھی اس وجہ سے بھی کافی لیٹ ہو گیا، بسا اوقات مضمون نگار سے رابطہ نہایت ضروری ہو جاتا ہے۔ براہ کرم جہاں بھی ہوں خط و کتابت کے موجودہ پتہ سے ایڈیٹر کو مطلع کر دیں اور مضمون کی دوسری قسط بھی بھیجیں، پتہ اور ساری مراسلت مخفی رہے گی۔ "سمیع الحق"